رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

ٹیلیفون نمبر ۹۱

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللہ اکبر

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

شرح چندہ پیشگی

سالانہ [illegible]

ششماہی [illegible]

سہ ماہی [illegible] ۱۲

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند [illegible]

الفضل قادیان

روزنامہ

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN.

جلد ۲۵ | مورخہ ۲۸ شوال ۱۳۵۵ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۳۷ء | نمبر ۸

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۰ جنوری۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ آج ساڑھے دس بجے صبح لاہور سے بذریعہ موٹر تشریف لائے۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب مقامی امیر احباب جماعت سمیت قصبہ کے باہر استقبال کے لئے موجود تھے۔ حضور نے تمام دوستوں کو شرف مصافحہ بخشا۔ حضور کی طبیعت سفر کی کوفت کی وجہ سے کسی قدر ناساز ہے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو اسہال۔ نزلہ اور ملکالسی کی تکلیف ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

ابو عبید اللہ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی پر فالج کا حملہ ہو گیا۔ احباب دعائے صحت کریں۔

افسوس۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب مولوی فاضل ساکن نونڈی جھنگلاں کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ نیز ڈاکٹر شمس الدین صاحب ہلی کی اہلیہ صاحبہ کی نعش آج بذریعہ لاری قادیان پہنچی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے دونو جنازے پڑھائے۔ اور نعشیں مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

عبد الرحیم خان صاحب افغان نے ۹ جنوری اپنے لڑکے مولوی خلیل الرحمٰن صاحب مولوی فاضل کی دعوت ولیمہ دی۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کان رکھ کر سنو۔ کہ آسمان کیا کہہ رہا ہے

"اے قوم کے بزرگو! اور دانشمندو! ذرا ٹھنڈے ہو کر واقعات پر غور کرو۔ کیا یہ واقعات کاذبوں سے ملتے ہیں یا سچوں سے۔ کبھی کسی نے سنا۔ کہ کاذب کے لئے آسمان پر نشان ظاہر ہوئے۔ کبھی کسی نے دیکھا۔ کہ کاذب اپنے اعجوبوں میں صادقوں پر غالب آ سکا۔ کیا کسی کو یاد ہے۔ کہ کاذب اور مفتری کو افتراؤں کے دن سے پچیس ۲۵ برس تک مہلت دی گئی جیسا کہ اس بندہ کو۔ کاذب یوں ملا جاتا ہے۔ جیسے کھٹمل۔ اور ایسا نابود کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک بلبلہ۔ اگر کاذبوں اور مفتریوں کو اتنی مدتوں تک مہلت دیجاتی۔ اور صادقوں کے نشان ان کی تائید کیلئے ظاہر کئے جاتے۔ تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ اور کارخانہ الوہیت بگڑ جاتا۔ پس جب تم دیکھو۔ کہ ایک مدعی پر بہت شور اٹھا اور اس کی مخالفت کی طرف دنیا جھک گئی۔ اور بہت آندھیاں چلیں اور طوفان آئے۔ پر اس پر کوئی زوال نہ آیا۔ تو فی الفور سمجھ جاؤ اور تقوے سے کام لو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تم خدا سے لڑنے والے ٹھہرو۔ صادق تمہارے ہاتھ سے کبھی ہلاک نہیں ہو گا۔ اور راستباز تمہارے منصوبوں سے تباہ نہیں کیا جائیگا۔ تم بدقسمتی سے بات کو دور تک مت پہنچاؤ۔ کہ جس قدر تم سختی کروگے۔ وہ تمہاری طرف ہی عود کریگی۔ اور جس قدر اس کی رسوائی چاہو گے۔ وہ الٹ کر تم پر ہی پڑیگی۔ اے بدقسمتو! کیا تمہیں خدا پر بھی ایمان ہے۔ یا نہیں۔ خدا تمہاری مرادوں کو اپنی مرادوں پر کیونکر مقدم رکھ لے اور اس سلسلہ کو جس کا قدیم سے اس نے ارادہ کیا ہے۔ کیونکر تمہارے لئے تباہ کر ڈالے۔ تم میں سے کون ہے۔ جو ایک دیوانہ کے کہنے سے اپنے گھر کو مسمار کر دے۔ اور اپنے باغ کو کاٹ ڈالے۔ اور اپنے بچوں کا گلا گھونٹ دے۔ سو اے نادانو! اور خدا کی حکمتوں سے بے خبرو

ذکرِ حبیبؑ

یعنی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک کی باتیں

۱۸۔ کسی کا دور رہنا پسند نہ تھا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں جو حضور کے خدام ہجرت کر کے یہاں آگئے تھے۔ ان میں اکثر کی یہ عادت تھی۔ کہ اپنے تمام چھوٹے بڑے معاملات حضورؑ کی خدمت میں عرض کر کے حضور کے مشورہ اور حکم کے مطابق عمل کرتے تھے۔ اور حضور کی اجازت کے بغیر کبھی کوئی سفر اختیار نہ کرتے تھے۔ ماہ دسمبر ۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے۔ کہ عید کا دن تھا۔ اور جمعہ بھی تھا۔ عید پڑھ کر جب ہم گھروں کو واپس آئے۔ تب میں نے حضور کی خدمت میں چند مکانوں کا حال لکھ کر حضور سے اجازت چاہی۔ کہ میں کون مکان کرایہ پر لوں۔ اسوقت میرا اپنا کوئی مکان نہ تھا۔ اور کرایہ کے مکانوں میں رہتا تھا۔ اور چونکہ یہ ایک صورت مشورہ لینے کی تھی۔ اس واسطے اپنے عریضہ کے ساتھ ایک روپیہ بھی بطور نذرانہ بھیجا۔ نیز مجھے ان دنوں بخار آتا تھا۔ اس کے واسطے بھی دعا کے لئے عرض کیا۔ حضور نے ان تمام باتوں کے جواب میں اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمایا:۔

"ایک روپیہ پہنچا۔ جزاکم اللہ الخیر۔ دعا تو میں اب نماز عید اور خطبہ کے بعد بہت کر آیا ہوں۔ اور پانچ وقت کرتا ہوں۔ اور امید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ دور ۱ه کا مکان تو میرے نزدیک پسند نہیں ہے۔ ڈھاب والا مکان اگر آپ چھوڑ دیں۔ تو آخر بہت سا حصہ وقت کا مدرسہ میں بھی رہنا پڑتا ہے۔ وہ بھی ڈھاب پر ہے۔ ہاں اگر ممکن ہو۔ تو رات آپ صحت ہونے تک اسجگہ نہ رہیں۔ مسجد میں بسر کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر موسم سرما تک جھیوروں ۲ه کا چوبارہ ہاتھ لگے۔ تو اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں جو مکان ہم نے نیا نیلام ۳ه میں لیا ہے۔ اس کو دیکھ لیں۔ اگر پسند کے لائق ہو۔ تو بالفعل اسمیں رہیں۔ وہ ابھی نیلام میں خریدا ہے۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ"

۱ه حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پسند نہ کرتے تھے۔ کہ ان کے خدام اُن کے مکان سے دور رہیں۔ بلکہ جہاں تک ہو سکتا تھا۔ اپنے مکان کے اندر خدام کو جگہ دیتے تھے میں بھی معہ اہل و عیال حضور کے مکان کے ایک حصہ میں تقریباً ایک سال تک مقیم رہا۔ بعد میں اور آنے والے مہاجرین اور مہمانوں کے سبب مجھے اور جگہ تلاش کرنی پڑی۔ پھر بھی یہی کوشش رہی۔ کہ حضور کے مکان کے قریب کوئی مکان لیا جائے۔

۲ه۔ جھیوروں کا چوبارہ اس گلی میں تھا۔ جو دفاتر نظارت کے سامنے جانب شمال جاتی ہے۔ اور دفتر پرائیویٹ سکرٹری کا غربی دروازہ اور حضرت سید ناصر شاہ صاحب مرحوم کے مکان کا غربی دروازہ اب اسی کوچہ میں ہیں۔ جہاں اب سید ناصر شاہ صاحب کا مکان ہے۔ اسی زمین پر جھیوروں کا چوبارہ تھا جس میں تین چار ماہ کرایہ پر رہا۔

۳ه۔ یہ نیا مکان غالباً وہ تھا۔ جہاں پہلے ڈاکخانہ تھا۔ اور آج کل دفتر جلسہ سالانہ اس میں ہے۔

(مفتی محمد صادق ۱۰ جنوری ۳۷ء)

تحریک جدید کی طرف سے ایک اور مبلغ کی بیرونِ ہند کو روانگی

قادیان ۱۰ جنوری کل ساڑھے تین بجے کی ٹرین سے مولوی عبدالغفور صاحب مولوی فاضل برادر خورد مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری تحریک جدید کے ماتحت بیرون ہند میں تبلیغ اسلام کیلئے روانہ ہو گئے۔ سٹیشن پر مقامی احباب کا مجمع الوداع کہنے کیلئے موجود تھا۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب مقامی امیر نے لمبی دعا کی۔ پھر تمام احباب سے مولوی صاحب موصوف نے مصافحہ کیا۔ کئی دوستوں نے ہار پہنائے۔ اور گاڑی نعرہ ہائے تکبیر کے درمیان روانہ ہو گئی۔ کچھ عرصہ پیشتر مولوی صاحب کے چھوٹے بھائی مولوی عنایت اللہ صاحب مولوی فاضل بیرون ہند میں تبلیغ اسلام کیلئے جا چکے ہیں۔ احباب انکی اور دوسرے مبلغین کی کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔

نظارت بیت المال کا ایک ضروری اعلان

جیسا کہ آپ کو معلوم ہوگا۔ مجلس مشاورت منعقدہ اکتوبر ۱۹۳۶ء کے موقع پر علاوہ دیگر تجاویز کے مندرجہ ذیل دو تجویزیں خاص طور پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظور فرمائی تھیں:۔

۱۔ ایک لاکھ روپیہ مخلصین جماعت سے بطور قرضہ لیا جائے۔

۲۔ وہ تمام احباب جن کے پاس کچھ بھی اندوختہ ہو۔ جو کہ انہوں نے بچوں کی تعلیم کے لئے بیاہ شادی کیلئے یا مکان بنوانے کے لئے جمع کیا ہوا ہو۔ وہ اسکو بجائے کسی بنک یا ڈاکخانہ میں جمع کرانے کے یا اپنے پاس یا کسی اور جگہ رکھنے کے صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں جمع کرائیں۔

اس تحریک کو مفصل طور پر روزنامہ "الفضل" مجریہ مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۳۶ء میں شائع کیا گیا تھا۔ لیکن ابھی تک بہت سے احباب کی طرف سے کوئی جواب اس تحریک کا موصول نہیں ہوا۔ لہذا بذریعہ اعلان آپ سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ آپ مندرجہ بالا تجاویز میں سے جس شق میں یا ہر دو شقوں میں جس قدر حصہ لے سکتے ہوں۔ فوراً رقم ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔ یعنی جس قدر روپیہ آپ بطور قرضہ حسنہ دے سکتے ہوں۔ جلد ارسال فرمائیں (یہ رقم کم از کم ایک سو روپیہ یا اس سے زائد ہونی چاہیئے) نیز شق ۲ کے ماتحت مندرجہ بالا اقسام کا جسقدر روپیہ آپکے پاس موجود ہو۔ وہ خزانہ صدر انجمن میں فوراً بھجوائیں اور ایسا کرنے کی اطلاع مجھے ارسال فرمائیں۔ یہ امر آپ کی توجہ میں لانے کی ضرورت نہیں۔ کہ اس تحریک کی ہر دو متذکرہ اقسام میں جسقدر روپیہ بھی داخل کیا جائے۔ وہ خالصۃً آپ کا اپنا روپیہ ہوگا۔ اور اسکا کوئی حصہ بھی چندہ کے طور پر نہیں مانگا جا رہا۔ لہذا ان ہر دو شقوں میں روپیہ داخل کرنے سے مفت کا ثواب آپکو جناب الٰہی سے ملیگا۔ اور آپ کا نام انصار اللہ میں لکھا جائیگا۔ ورنہ ہمیں یقین ہے کہ یہ کام تو انشاء اللہ ہو کر رہنا ہے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ قرضہ میں جو روپیہ دیا جائیگا۔ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ اس کے علاوہ "رہن جائیداد" کے رنگ میں نیز اراضیات سندھ کی "تجارت" کی مد میں اگر آپ کوئی روپیہ دینا چاہیں۔ تو اسکو بھی جلد تر ارسال فرمائیں۔ جواب سے بہرحال ممنون فرمائیں۔

(فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال مورخہ ۱۱ جنوری ۳۷ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ شوال ۱۳۵۵ھ

احراری اُمیدواروں کے متعلق اخبار ”زمیندار“ کا اعلان

کسی احراری نمائندہ کو مت ووٹ دو کیونکہ احرار دشمنِ اسلام ہیں

کوئی زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ کہ لیڈرانِ احرار آئندہ انتخابات کے متعلق نہ صرف یہ خواب دیکھ رہے تھے۔ کہ وزارت عظمیٰ کا عہدہ انہیں سے ایک کیلئے مخصوص ہے بلکہ وہ یہ دعویٰ بھی کرتے تھے۔ کہ وہ کسی ایسے شخص کو خواہ وہ کوئی ہو۔ پنجاب اسمبلی کا ممبر بھی منتخب نہیں ہونے دینگے۔ جو بلا چون و چرا ان کے احکام کی تعمیل کا اقرار نہ کرے گا۔ لیکن احرار نے یہ اقتدار حاصل کرنے کے لئے جو حرکات کیں ان کی وجہ سے وہ ہر سمجھدار انسان کی نگاہ میں ذلیل و رسوا ہو کر رہ گئے۔ ایک طرف تو وہ مسلمانوں میں فتنہ و فساد پھیلانے تفرقہ و انشقاق پیدا کرنے میں اپنا سارا زور تمام چالاکیاں اور ساری منصوبہ بازیاں کام میں لے آئے اور دوسری طرف غیر مسلموں سے ساز باز کرکے اسلام اور مسلمانوں سے نہایت شرمناک غداریوں کے مرتکب ہوئے۔ اور آج ہر طرف سے ان پر لعنت و ملامت کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔ اور ہر مسلمان کو سنا سنا کر کہا جا رہا ہے۔ کہ دیکھنا کسی احراری امیدوار کو ہرگز ووٹ نہ دینا۔ کیونکہ یہ قوم و ملت کے غدار ہیں۔ مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ ان سے قطعاً کسی بھلائی کی امید نہیں کی جا سکتی اور یہ ان حلقوں کی طرف سے کہا جا رہا ہے۔ جو احرار کے بہترین مددگار بہت بڑے خیر خواہ اور ان کے دست راست تھے اور انہی کے کھونٹے پر احرار کی ساری اچھل کود تھی۔

مثلاً اخبار ”زمیندار“ اور اس کے ایڈیٹر مولوی ظفر علی نے مسلمانوں کو احرار کے جال میں پھنسانے کے لئے جس قدر کوشش کی اور جس طرح احراری لیڈروں کی سراسر جھوٹی اور بے جا تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے۔ وہ پنجاب کا ہر لکھا پڑھا انسان جانتا ہے لیکن اب یہی ”زمیندار“ کھلے اور واضح الفاظ میں اعلان کر رہا ہے۔ کہ

”جہاں تک مجلس احرار کا تعلق ہے۔ اس کے نمائندوں کو ووٹ دینا فی الحقیقت ان تمام دینی ضروریات کی تکمیل سے دشمنی کرنا ہے۔ جو اس وقت صوبے کے مسلمانوں کی زیست کو موت سے بدتر بنا رہے ہیں“

(زمیندار ۱۰ر جنوری)

یہ احرار کے سب سے بڑے رمز شناس اور ان کی حقیقت سے آگاہ اخبار کی رائے ہے۔ اور ایک لمبے تجربہ کے بعد کی رائے ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ہر مسلمان اسے گوش ہوش سے سنے۔ اور پوری طرح نہ صرف خود اس پر عمل کرے بلکہ دوسروں سے عمل کرانے کی بھی کوشش کرے۔

وہ علاقے جن کے متعلق احرار کو بہت بڑا ناز ہے۔ اور جہاں کے متعلق سمجھتے ہیں۔ کہ ان کے امیدوار ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ وہ بھی بیدار ہو رہے ہیں اور لیڈران احرار کے خلاف نفرت و حقارت کا کھلم کھلا اظہار کر رہے ہیں۔ چنانچہ نکودر ضلع جالندھر کے متعلق اخبارات میں یہ اطلاع شائع ہوئی ہے کہ

”وہاں پر مولوی حبیب الرحمٰن اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری پنجاب اسمبلی کے احراری امیدوار کے حق میں انتخابی پراپیگنڈا کرنے کے لئے پہنچے۔ ایک جلسہ میں انہوں نے تقریریں کیں۔ اتحاد ملت کے بعض کارکنوں نے مولوی حبیب الرحمٰن پر چند سوالات کئے جس پر احراری گھبرا گئے۔ اور جلسہ میں ہنگامہ بپا ہو گیا۔ اطلاع ملنے پر پولیس آ گئی۔ اور اس کی مدد سے صورت حالات پر قابو پایا جا سکا“

احرار کے امیر شریعت اور صدر احرار کی یہ آؤ بھگت بالکل برمحل اور باموقع ہے اور اس میں جس قدر اضافہ کیا جا سکے ضروری ہے۔

اسی سلسلہ میں یہ معلوم ہونا بھی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ کہ احرار کی وہ دلچسپ ہستی جو اپنے آپ کو ہٹلر اور میسولینی سے کم نہیں سمجھتی۔ اور جس کا دعوےٰ ہے۔ کہ سات کروڑ مسلمانان ہند کی راہ نمائی کے لئے دست قدرت نے صرف اسی کا دماغ بنایا ہے۔ اس کی اس کے وطن اور اپنی قوم میں ہی خوب گت بن رہی ہے۔ جیسا کہ ایک تازہ اعلان سے جو حسب ذیل ہے۔ ظاہر ہے

”رانا نصر اللہ خاں ہوشیار پور وغیرہ کے دیہاتی حلقے سے چوہدری افضل حق احراری کے مقابلہ میں اسمبلی کے لئے امیدوار ہیں۔ آپ ایک معزز راجپوت خاندان کے چشم و چراغ۔ تعلیم یافتہ روشن خیال اور مخلص نوجوان ہیں۔ جن کے دل میں صوبے کے کسانوں اور عام مسلمانوں کی خدمت کا جذبہ تڑپ رہا ہے۔ رانا نصر اللہ خاں کی ہردلعزیزی کا یہ عالم ہے۔ کہ احرار کے پرانے لیڈر اور کونسل کے ممبر کو اس کے اپنے وطن میں بھی کسی تائید و حمایت کی توقع نظر نہیں آتی۔ سارا علاقہ رانا نصر اللہ خاں کی تائید کر رہا ہے۔

احراریوں کو شکست دینا ضروری ہے

احراریوں نے اپنی غلط کاریوں سے اور مسلمانوں کی اکثریت کو چھوڑ کر اپنے آپ کو ناقابل اعتماد ثابت کر دیا ہے۔ اس لئے رانا نصر اللہ خاں کے حق میں ووٹ دیجئے“

(انقلاب ۱۰ر جنوری)

یہ سب حالات بتا رہے ہیں۔ کہ مسلمان نہایت دور اندیشی اور معاملہ فہمی سے کام لے رہے ہیں۔ اور انہیں احرار کے معاملہ میں جو کچھ کرنا چاہیئے تھا۔ وہی کر رہے ہیں۔ ہم ان کی اس فرض شناسی کی تعریف کرتے ہوئے صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اس جدوجہد کو انتخابات کے اختتام تک نہ صرف کمزور نہ ہونے دیں۔ بلکہ انہیں ہر ممکن اضافہ کرتے رہیں۔

ہندوؤں کی غلامانہ ذہنیت

پنڈت جواہر لال نہرو نے حال ہی ایک تقریر کرتے ہوئے ہندو عوام کو نصیحت کی۔ کہ وہ جھک کر پاؤں چھونے کی عادت ترک کر دیں کیونکہ یہ عادت غلامانہ ذہنیت کا نتیجہ ہے پنڈت جی کا یہ مشورہ نہایت درست ہے۔ لیکن ہاتھ جوڑنے اور پاؤں پڑنے کی رسم چونکہ ہندوؤں کی مجلسی اور مذہبی زندگی کا جزو بن چکی ہے۔ اس لئے اس کے دور کرنے کیلئے خاص جدوجہد کی ضرورت ہے۔ جس میں سب سے زیادہ زور اس بات پر دینا چاہیئے۔ کہ ہندو بت پرستی ترک کر دیں۔ ورنہ جو لوگ پتھروں کے

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق خدا تعالیٰ کا ایک انذاری نشان

احمد بیگ اور اس کے بعض اقارب کی نسبت حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی

(۳)

مرزا احمد بیگ کو اطلاع

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اللہ تعالیٰ کا یہ حکم پہونچا۔ کہ مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر۔ تو آپ نے مرزا احمد بیگ کو اس ارشاد کی تعمیل میں ایک خط لکھا۔ اور اس میں تحریر فرمایا۔ کہ کنتم قد طلبتم اٰیۃ من ربی فھٰذہ اٰیۃ لکم (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۲) یعنی تم نے میرے رب کا کوئی نشان طلب کیا تھا۔ پس یہ نشان ہے۔ جو تمہارے لئے خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا۔ اسی طرح فرمایا۔ ماکان لی حاجۃ الیک والیٰ بنتک وما ضیق اللہ علیّ والنساء سواھا کثیر واللہ یتولی الصالحین (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۳) کہ مجھے اس رشتہ کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور نہ مجھ پر کوئی تنگی ہے۔ اور خدا تعالیٰ صالحین کا خود والی ہوتا ہے۔ گویا بتا دیا۔ کہ یہ پیشگوئی اس لئے نہیں کی گئی۔ کہ آپ کو اس رشتہ کی ضرورت ہے۔ آپ کو تو اس کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ جیسا کہ ما ذھب وھلی خط الیھا (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۳) سے ظاہر ہے بلکہ اس پیشگوئی کی صرف ایک ہی غرض تھی۔ اور وہ یہ کہ مرزا احمد بیگ کے خاندان کے افراد کو ان کی سرکشی بےدینی اور کفر و الحاد کی بناء پر اور انہی کی درخواست اور بار بار کے تقاضوں پر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ایک نشان دکھلائے اگر وہ اس رشتہ کو منظور کر لیں۔ تو انہیں اسی طرح اپنی برکات سے حصہ دے۔ جس طرح امہات المومنین رضـ ۱۔ حضرت میمونہ بنت الحارث۔ ۲۔ حضرت اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان۔ ۳۔ حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب۔ ۴۔ حضرت جویریہ۔ اور ۵۔ حضرت سودہ بنت زمعہ کی وجہ سے جبکہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے نکاح میں آگئیں۔ اُن کے قبیلہ اور خاندان کو برکاتِ الٰہیہ سے بہرہ ور کیا گیا یعنی محض ان نکاحوں کی وجہ سے اُن کے خاندان اور قبائل اسلام میں داخل ہو گئے۔ اور روحانی برکات سے مالامال ہو گئے۔ اور اگر انکار کریں۔ تو عذاب نازل کرے۔ تاکہ اُن کا کفر و الحاد اگر رحمت کے طریق سے دُور نہ ہو۔ تو عذاب کے ذریعہ سے دُور کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مدنظر محض اپنی مخلوق کی اصلاح ہے۔ خواہ نرمی سے ہو۔ یا سختی سے۔ رحمت کے ذریعہ سے ہو۔ یا عذاب کے ذریعہ۔ بہرحال مرزا احمد بیگ کے خاندان کو اختیار دے دیا گیا۔ کہ وہ جس طریق کو چاہے اختیار کرے۔ چنانچہ ایک اور خط میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مرزا احمد بیگ کو لکھتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے اپنے الہام پاک سے میرے پر ظاہر کیا ہے۔ کہ اگر آپ اپنی دُختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں۔ تو وہ تمام نحوستیں آپ کی اس رشتہ سے دُور کر دے گا۔ اور آپ کو آفات سے محفوظ رکھ کر برکت پر برکت دے گا۔ اور اگر یہ رشتہ وقوع میں نہ آیا۔ تو آپ کے لئے دُوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا اور اس کا انجام درد۔ اور تکلیف۔ اور موت ہوگی۔ یہ دونوں طرف برکت اور موت کی ایسی ہیں۔ **جن کو آزمانے کے بعد میرا صدق اور کذب معلوم ہو سکتا ہے** (اب جس طرح چاہو۔ آزما لو) میری برادری کے لوگ مجھ سے ناواقف ہیں۔ اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ میرے کاموں کو ان پر بھی ظاہر کرے۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۷۹ و صفحہ ۲۸۰)

پیشگوئی کو پورا کرنے کی کوشش کرنا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرزا احمد بیگ کی طرف یہ خطوط لکھنا شرعاً۔ اخلاقاً یا رواجاً کوئی معیوب امر نہیں۔ بلکہ الٰہی فرمودہ کے پورا کرنے کے لئے کوشش کرنا ایک مستحسن امر ہے مگر مخالفینِ احمدیت کی نگاہ میں یہ امر بھی خار کی طرح کھٹکنے لگا۔ اور کہا جانے لگا۔ کہ مرزا احمد بیگ کو خطوط لکھنا اس امر کی دلیل ہے۔ کہ "مرزا صاحب کو ان الہامات کے مؤثر ہونے پر اعتماد نہ تھا"۔ اگر الہامات پر اعتماد کلی رکھتے تو صرف ان کی اشاعت پر قناعت کرتے اور حصولِ مقصد کے لئے دُوسرے ذرائع استعمال میں نہ لاتے۔ گویا مخالفین کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے صرف اتنا ہی کافی تھا۔ کہ اگر انہیں اپنے الہامات پر اعتمادِ کلی تھا۔ تو ان کی اشاعت پر قناعت کرتے۔ اور حصول رشتہ کے لئے نہ خطوط لکھتے۔ نہ ظاہری جد و جہد کرتے۔

مگر مخالفین کا یہ اعتراض بھی انتہائی قلت تدبر اور منہاج نبوت سے پرلے درجہ کی ناواقفیت پر مبنی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے باوجود کوشش کرنا اور ظاہری تدابیر سے کام لینا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ کیا انہیں معلوم نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا تمام رسل سے یہ وعدہ رہا ہے۔ کہ وہ دُنیا پر غالب آکر رہیں گے۔ جیسا کہ کتب اللہ لاغلبنّ انا ورسلی۔ اور ان جندنا لھم المنصورون سے ظاہر ہے۔ مگر کیا جب انبیاء علیہم السّلام کو فتح کے وعدے اور کامیابی کی بشارتیں مل گئیں۔ تو انہوں نے جد و جہد بند کر دی۔ سرّاً وعلانیۃً لوگوں کو سمجھانا ترک کر دیا۔ اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ گئے۔ اگر نہیں۔ بلکہ وہ برابر اپنی کوششوں میں لگے رہے۔ تو کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ الٰہی وعدوں کی موجودگی میں کوشش کرنا ناجائز ہے۔ پھر جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے وعدہ تھا۔ کہ واللہ یعصمک من الناس۔ یعنی خدا تعالیٰ تجھے لوگوں کے اُن منصوبوں سے بچائیگا۔ جو وہ تیرے قتل وغیرہ کے متعلق کرتے ہیں۔ تو آپ کیوں بعض دفعہ دو دو زرہیں پہنکر لڑائی میں تشریف لے جاتے۔ مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس بات کی توضیح کی ہے۔ کہ آیت کریمہ واللہ یعصمک من الناس۔ ابتدائی ایام نبوت میں جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے۔ نازل ہوئی۔ (در منثور جلد ۲ صفحہ ۲۹۸) مگر اس آیت کے نازل ہونے کے باوجود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے نکلے تو رات کے وقت پوشیدہ طور پر نکلے۔ اور غارِ ثور میں پناہ گزین ہوئے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کا آپ سے وعدہ تھا کہ میں تیری حفاظت کروں گا۔ اور بظاہر اس وعدۂ حفاظت کے مطابق نہ آپ کو مکہ سے نکلنا چاہیئے تھا۔ اور نہ غارِ ثور میں پوشیدہ رہنا چاہیئے تھا۔ مگر آپ الٰہی وعدۂ حفاظت کے باوجود رات کو مکہ سے باہر نکلے اور غارِ ثور میں رہے۔ جس سے صاف معلوم ہوا۔ کہ الٰہی وعدوں کے باوجود ظاہری اسباب کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔

پھر سراقہ بن مالک کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ اس کے ہاتھ میں کسریٰ کے سونے کے کنگن ہونگے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس صحابیؓ کو اپنے سامنے سونے کے کڑے صرف اس لئے پہنائے۔ کہ تا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی ظاہری صورت میں بھی پوری ہو جائے۔ حالانکہ مردوں کے لئے سونے کے کنگن پہننا ناجائز ہے:۔

پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مرزا احمد بیگ۔ یا اس کے متعلقین کو خطوط لکھے۔ کہ مجھے رشتہ دیدیا جائے تو کونسا گناہ کیا۔ کہ مخالفین کو اس میں اعتراض کا پہلو نظر آگیا۔ اُن خطوط کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کی تمام تر سعی و کوشش خدا تعالےٰ کے جلال کے اظہار کے لئے۔ اور اس خاندان کو برکاتِ الٰہی سے بہرہ ور کرنے کے لئے تھی۔ اور نبی سے بڑھ کر اور کون ہے۔ جو اپنی قوم یا خاندان کے لئے برکات کا خواہشمند ہو۔ اور چونکہ کامل طور پر برکات کا نزول رشتہ سے مشروط تھا۔ اس لئے آپ نے چاہا۔ کہ یہ شرط پوری ہو جائے۔ اور اسی کے لئے آپ نے کوشش کی۔ جو سُنتِ انبیاء اور شریعت کے عین مطابق ہے:۔

قرآنِ مجید کی بعض اور آیات سے استدلال

قرآنِ مجید کی بعض اور آیات سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے وعدوں کی موجودگی میں ظاہری تدابیر اختیار کرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً ایک طرف تو اللہ تعالےٰ مومنوں کو جنگ میں کامیابی کی بشارت دیتے ہُوئے فرماتا ہے۔ سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ یعنی لشکرِ کفار شکست کھا کر بھاگ جائے گا۔ اور دوسری طرف مومنوں کو حکم دیتا ہے۔ کہ اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃٍ ومن رباط الخیل (انفال ع۸) یعنی جس قدر بھی طاقت و قوت کے لحاظ اور گھوڑوں کی مضبوطی و مرابطت کے لحاظ سے تم تیاری کر سکتے ہو۔ کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ظاہری تدابیر سے کام لینا بھی ضروری ہوتا ہے:۔

اگر کوئی شخص کہے۔ کہ اس جگہ چونکہ اعدوا لھم ما استطعتم کا حکم بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اس لئے تدبیر کرنا ضروری تھا۔ تو اول تو ہم کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالےٰ نے ہی حکم دیا تھا۔ کہ اخطب صبیّتہ الکبیرۃ لنفسک (آئینہ کمالاتِ اسلام ص۵۷۲) یعنی مرزا احمد بیگ کی "دخترِ کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر" (آئینہ کمالاتِ اسلام ص۲۸۶) اسی لئے مرزا احمد بیگ کو خط لکھتے ہُوئے آپ نے تصریح فرمادی۔ کہ کتبتُ مکتوبی ھٰذا من امر ربّی لا عن امری (آئینہ کمالاتِ اسلام ص۵۷۳) یعنی میں نے یہ خط خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت لکھا ہے۔ نہ کہ اپنے کسی ذاتی خیال کے ماتحت۔ پس آپ کے لئے بھی ظاہری تدابیر سے کام لینا ضروری تھا۔ دُوسرے یہ بات بالکل غلط ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حکم کی وجہ سے صحابہؓ جنگ کے لئے تیاری کرتے تھے۔ اگر حکم نہ ہوتا۔ تو نہ کرتے۔ کیونکہ یہ بات نہ صرف عقلِ سلیم۔ بلکہ واقعات کے بھی خلاف ہے۔ صحابہؓ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیصر و کسریٰ کی حکومتیں پاش پاش ہونے اور اُن کے اموال و خزائن کا وارث بن جانے کی خوشخبری دی تھی۔ اگر کوشش کرنا حرام ہوتا۔ اور الٰہی وعدوں کو پورا کرنے کے لئے ظاہری تدابیر سے کام لینا ممنوع ہوتا۔ تو صحابہؓ اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے۔ اور میدان جنگ کا رُخ بھی نہ کرتے۔ مگر صحابہؓ نے ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح یہ نہیں کہا۔ کہ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون۔ یعنی اے موسیٰ جب خدا کا وعدہ ہے۔ کہ وُہ ہمیں فتح دے گا۔ تو تُو اور تیرا رب جا کر دشمنوں سے لڑائی کرتے پھرو۔ ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ بلکہ انہوں نے مختلف قسم کی تدابیر سے کام لیا۔ اور اگر جنگ کرنا پڑا۔ تو اپنا خون بہانے سے بھی دریغ نہ کیا۔ تب انہیں حکومتیں بھی ملیں اور خدا تعالےٰ کے وعدے بھی پورے ہوئے۔

پھر قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وما من دآبّۃٍ فی الارض الّا علی اللہ رزقھا (پارہ ۱۲) یعنی ہر جاندار کو روزی دینا اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔ مگر کیا اس نصِ قرآنی کے بعد حصولِ رزق کے لئے کسی ظاہری تدبیر سے کام لینے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور کیا ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جانے پر اللہ تعالےٰ کا رزق حاصل ہو سکتا ہے۔ پھر خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلّہٖ (الفتح) یعنی دینِ اسلام ایک دن تمام ادیانِ باطلہ پر غالب آجائے گا۔ اور یہ بھی کہ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون خدا تعالےٰ اپنے نور کو کامل طور پر پھیلائیگا اگرچہ کافر اسے ناپسند ہی کریں۔ مگر کیا اس ارشادِ الٰہی کی موجودگی میں کوئی عقل و فکر رکھنے والا انسان کہہ سکتا ہے کہ تبلیغ اسلام کرنے کی کیا ضرورت ہے خدا تعالےٰ خود کفار کی گردنیں پکڑ کر اسلام کے جُوئے کے نیچے لائے گا۔

اسی طرح اللہ تعالےٰ کا یہ وعدہ قرآنِ مجید میں ہے۔ کہ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین یعنی قریب کے ملک میں رومی اہلِ فارس سے مغلوب ہوگئے ہیں۔ مگر چند سال بعد یہ پھر اہلِ فارس پر غالب آجائیں گے۔ لیکن ہر شخص جانتا ہے۔ کہ یہ الٰہی وعدہ جنگ کے بعد ہی پورا ہوا۔ ایسا نہیں ہوا۔ کہ رومی گھروں میں بیٹھے رہے۔ اور اہلِ فارس پر غالب آگئے ہوں۔

توکل کا غلط مفہوم

حقیقت یہ ہے۔ کہ توکل کا یہ غلط مفہوم لیا جاتا ہے۔ کہ ظاہری تدابیر سے کام نہ لیا جائے۔ حالانکہ وعدۂ الٰہی مومنوں کی کوشش اور توکل۔ تینوں ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے جب کنعان کی سرزمین میں داخل ہونے سے انکار کیا۔ تو انہیں یہی کہا گیا کہ ادخلوا علیھم الباب فاذا دخلتموہ فانکم غالبون وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین (مائدہ) یعنی دشمن کا مقابلہ کرو۔ اور اس شہر کو فتح کرو۔ اور یاد رکھو۔ کہ مقابلہ میں تم غالب آؤ گے۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالےٰ پر توکل کرو۔ اگر تم مومن ہو۔ گویا توکل کا مقام انسانی کوششوں سے علیحدہ نہیں۔ بلکہ ظاہری تدبیروں سے کام لیتے ہُوئے اپنی نگاہ اللہ تعالےٰ پر رکھنا۔ اور اپنی تدبیروں کو ہیچ سمجھتے ہُوئے خدا تعالےٰ کو ہی کارساز سمجھنا توکل ہے:۔

پس کوشش کرنا بہرحال ضروری ہوتا ہے۔ اور جو شخص اس کو ناجائز سمجھتا ہے وُہ شریعت سے قطعاً ناواقف ہے۔ کیا قرآنِ مجید کی حفاظت کے متعلق اللہ تعالےٰ کا یہ وعدہ موجود نہیں۔ کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون۔ یعنی ہم نے ہی اس قرآن مجید کو اُتارا۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ پھر کیا کوئی شخص جس کا یہ دعویٰ ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کے وعدہ کے ہوتے ہُوئے ظاہری تدابیر سے کام لینا گناہ ہے ثابت کر سکتا ہے۔ کہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کا حفظ کرانا۔ یا اس کا لکھانا موقوف کرا دیا تھا۔ اور اگر نعوذ باللہ اسی خیال کے ماتحت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم قرآنِ مجید کی تلاوت۔ اس کا حفظ۔ اور اس کی کتابت بند کرا دیتے۔ یا حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس سلسلہ میں نہایت قابلِ قدر اور عظیم الشان خدمات سرانجام نہ دیتے۔ تو بتلا سکتے ہو۔ اس کا کیا نتیجہ ہوتا؟

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اسباب پر تکیہ کر لینا ایک شعبۂ شرک ہے۔

مگر اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ ترک اسباب بھی گناہ عظیم ہے۔ اور انسانی فرائض بلکہ تعظیم لامر اللہ میں یہ امر داخل ہے۔ کہ انسان اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو پورا کرنے کی ظاہری لحاظ سے کوشش کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی جماعت کو نصیحت کرتے اور فرماتے ہیں:۔

میں تمہیں حدِ اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا۔ بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ۔ اور اس خدا کو فراموش کر دو۔ جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے۔

(کشتی نوح صفحہ ۲۰)

پس اسباب سے کام لینا ضروری ہوتا ہے۔ اور انہی اسباب میں سے ایک دعا ہے۔ جس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے امتیاز در دیا ہے۔ کہ اور کسی نبی سے امتیاز ور ثابت نہیں۔ اگر اسباب سے کام لینا گناہ ہے۔ تو گویا اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے ہوتے ہوئے جو انبیاء علیہم السلام کو ان کی کامیابی کے متعلق دئے جاتے رہے ان کا اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنا بھی قابل اعتراض ہؤا۔ کیونکہ دعا بھی اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

ترکِ اسباب گناہ ہے

واقعہ یہ ہے کہ اسباب سے کام لینا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اور جو شخص ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور سمجھ لیتا ہے۔ کہ چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اس لئے وہ خود پورا کرے گا۔ وہ خدا تعالیٰ کے استغنائے ذاتی کو برانگیختہ کرتا اور ایسے مقام پر کھڑا ہوتا ہے۔ جس جگہ کھڑا ہونے سے انبیاء تک کانپتے ہیں۔ پھر عقلاً بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کا یہ طبعی تقاضا ہونا چاہیئے۔ کہ انسان اپنے محبوب کے ارادوں کو پورا کرنے میں سعی وکوشش سے کام لے۔ کیونکہ عاشقِ صادق ایک لمحہ کے لئے بھی یہ پسند نہیں کر سکتا کہ اس کا محبوب ایک بات کہے۔ اور وہ عشق صادق رکھتے ہوئے اس کو پورا کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں نہ ہلائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنی تصنیف "اعجاز احمدی" میں اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں

"افسوس ہے کہ یہ لوگ خدا سے نہیں ڈرتے۔ انبار در انبار اُن کے دامن میں جھوٹ کی نجاست ہے۔ عیسائیوں اور یہودیوں کی پیروی کرتے ہیں۔ عیسائی کہا کرتے تھے۔ کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے قرآن شریف میں فتح کی پیشگوئی کی گئی تھی تو آپ نے جنگیں کیوں کیں اور دشمنوں کو حیلوں تدبیروں سے قتل کیوں کیا۔ آج اسی قسم کے اعتراض یہ لوگ پیش کر رہے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں۔ کہ احمد بیگ کی لڑکی کے لئے ان کے تالیفِ قلوب کیلئے حیلوں سے کیوں کوشش کی گئی۔ اور کیوں احمد بیگ کی طرف ایسے خط لکھے گئے مگر افسوس کہ یہ دونوں یعنی عیسائی اور یہ نئے یہود یہ نہیں سمجھتے۔ کہ پیشگوئیوں میں جائز کوشش کو حرام نہیں کیا گیا۔ جس شخص کو خدا یہ خبر دے کہ فلاں بیمار اچھا ہو جائے گا۔ اس کو منع نہیں ہے کہ وہ دوا بھی کرے۔ کیونکہ شاید دوا کے ذریعہ سے اچھا ہونا مقدر ہو۔ غرض ایسی کوشش کرنا نہ عیسائیوں اور یہودیوں کے نزدیک ممنوع ہے۔ نہ اسلام میں" صفحہ ۱۱

پھر فرماتے ہیں:۔

"یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اس پیشگوئی کے پورے ہونے کے لئے کوشش کی گئی؟ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ یا تو قرآن شریف سے بے خبر ہیں۔ اور یا اندر ہی اندر جامۂ ارتداد پہن لیا ہے۔ اے نادانو! خدا نے پیشگوئیوں کے پورے کرنے کے لئے کوششوں کو حرام نہیں کیا۔ کیا تم کو وہ حدیث بھی یاد نہیں۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے ایک پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے ایک صحابیؓ کو سونے کے کڑے پہنا دئے تھے۔ اور یہ بھی حدیث ہے۔ کہ اگر کوئی رؤیا دیکھو اور اس کو خود پورا کر سکتے ہو۔ تو اپنی کوشش سے اس خواب کو سچی کر دو"

(تتمہ حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۳۲)

پھر فرماتے ہیں:۔

"یہ کہاں سے معلوم ہوا۔ کہ کسی پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے کوئی جائز کوشش کرنا حرام ہے۔ ذرا غور سے اور حیا سے سوچو کہ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف میں یہ وعدہ نہیں دیا گیا تھا۔ کہ عرب کی بُت پرستی نابود ہوگی۔ اور بجائے بت پرستی کے اسلام قائم ہوگا۔ اور وہ دن آئیگا۔ کہ خانہ کعبہ کی کنجیاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہوں گی جس کو چاہیں گے دینگے۔ اور خدا یہ سب کچھ آپ کرے گا۔ مگر پھر بھی اسلام کی اشاعت کے لئے ایسی کوشش ہوئی۔ جس کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ بلکہ حدیث صحیح میں ہے کہ اگر کوئی خواب دیکھے۔ اور اس کی کوشش سے وہ خواب پوری ہو سکے۔ تو اس رؤیا کو اپنی کوشش سے پورا کر لینا چاہیئے"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۴)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

"یہ کہنا کہ پیشگوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کے لئے کوشش کی گئی۔ اور طمع دی گئی۔ اور خط لکھے گئے یہ عجیب اعتراض ہیں۔ سچ ہے انسان شدتِ تعصب کی وجہ سے اندھا ہو جاتا ہے۔ کوئی مولوی اس بات سے بے خبر نہ ہوگا۔ کہ اگر وحیٔ الٰہی کوئی بات بطور پیشگوئی ظاہر فرمائے۔ اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی فتنہ اور ناجائز طریق کے اس کو پورا کر سکے۔ تو اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کو پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خود اپنا فعل اس کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ اور پھر حضرت عمرؓ کا ایک صحابی کو کڑے پہنانا دوسری دلیل ہے۔ اور اسلام کی ترقی کے لئے بھی قرآن شریف میں ایک پیشگوئی تھی۔ پھر کیوں اسلام کی ترقی کے لئے جان توڑ کر کوشش کی گئی تھی۔ یہانتک کہ مؤلفۃ القلوب کے لئے کئی لاکھ روپیہ دیا گیا۔ اور اس جگہ تو زمین وغیرہ کے لئے اصل تحریک خود احمد بیگ کی طرف سے تھی"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۱)

پس یہ اعتراض بالکل باطل اور قرآنِ مجید کی نصوص بیّنہ کے مغائر ہے۔

وحی و الہام کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا ایمان

باقی رہا اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ الہامات پر اعتماد۔ سو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو جس قدر حاصل تھا۔ اس کا پتہ مندرجہ ذیل تحریرات سے لگ سکتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:۔

"مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے۔ اُس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔ اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اُس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اسکے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔ اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی ہے۔ وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا"

(ایک غلطی کا ازالہ)

اسی طرح فرماتے ہیں:۔

"میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۱)

پھر فرماتے ہیں:۔

"میں خدا تعالیٰ کی تئیس ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اُس کی اِس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں۔ جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

اسی پیشگوئی کے سلسلہ میں آپ ایک خط میں مرزا احمد بیگ کو لکھتے ہیں۔ "یہ عاجز جیسے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لایا ہے۔ ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے"

(خط ۱۷ جولائی ۱۸۹۲ء منقول از نکاح مرزا مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب صفحہ ۱۳ بحوالہ کلمہ فضل رحمانی)

تجلیات الٰہیہ میں فرماتے ہیں۔

"میرے نادان مخالفوں کو خدا روز بروز انواع و اقسام کے نشان دکھلانے سے ذلیل کرتا جاتا ہے۔ اور میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحٰق علیہ السلام سے اور اسمٰعیل علیہ السلام سے اور یعقوب علیہ السلام سے اور یوسف علیہ السلام سے اور موسیٰ علیہ السلام سے اور مسیح ابن مریم علیہ السلام سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا . . . . . یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں۔

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۴-۲۵)

اسی طرح فرماتے ہیں۔ ؎

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
وارث مصطفیٰ شدم بیقیں
شدہ رنگیں برنگ یار حسیں
آں یقینے کہ بود عیسیٰ را
برکلامے کہ شد بر والقا
واں یقینِ کلیم بر تورات
واں یقین ہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں
ہر کہ گوید دروغ ہست لعیں

(نزول المسیح صفحہ ۹۹)

پھر فرماتے ہیں۔

"میں اپنے پورے یقین سے جانتا ہوں کہ خدا وہی قادر خدا ہے جس نے میرے پر تجلی فرمائی اور اپنے وجود سے اور اپنے کلام اور اپنے کام سے مجھے اطلاع دی۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ قدرتیں جو میں اس سے دیکھتا ہوں اور وہ علم غیب جو میرے پر ظاہر کرتا ہے اور وہ قوی ہاتھ جس سے میں ہر خوفناک موقعہ پر مدد پاتا ہوں وہ اسی کامل اور سچے خدا کی صفات ہیں۔ جس نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور جو نوح علیہ السلام پر ظاہر ہوا اور طوفان کا معجزہ دکھلایا۔ وہ وہی ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام کو مدد دی جب کہ فرعون اس کو ہلاک کرنے کو تھا۔ وہ وہی ہے جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سید الرسل کو کفار اور مشرکوں کے منصوبوں سے بچا کر فتح کامل عطا فرمائی۔ اسی نے اس آخری زمانہ میں میرے پر تجلی فرمائی۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۲)

"خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے جیسا کہ وعدہ کیا تھا میری عمر میں برکت دی۔ بڑی بڑی بیماریوں سے میں جانبر ہو گیا اور کئی دشمن بھی منصوبے کرتے رہے کہ کسی طرح میں کسی پیچ میں پڑ کر اس دار دنیا سے رخصت ہو جاؤں مگر وہ اپنے مکروں میں نامراد رہے اور میرے خدا کا ہاتھ میرے ساتھ رہا اور اس کی پاک وحی جس پر میں ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں پر مجھے ہر روز تسلی دیتی رہی سو یہ خدا کے نشان ہیں۔ جن کے دیکھنے سے اس کا چہرہ نظر آتا ہے"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۶۳)

نزول المسیح میں بھی فرماتے ہیں۔

"میرے پاس یہ ذکر کرنا کہ کیوں وہ کلام جو تم پر نازل ہوا حدیث النفس نہیں۔ یہ بات ایسی ہی ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ کیوں ممکن نہیں کہ تمہارا یہ خیال کہ تم آنکھوں سے دیکھتے ہو اور زبان سے بولتے ہو اور کانوں سے سنتے ہو۔ یہ غلط خیال ہے۔ پس عزیزو تم سوچو اور سمجھ لو کہ کیا وہ شخص جس کو معلوم ہے کہ میں آنکھ بند کرنے سے پھر کچھ دیکھ نہیں سکتا اور کانوں کے بند کرنے سے کچھ سن نہیں سکتا اور زبان کے کاٹے جانے سے پھر کچھ بول نہیں سکتا۔ وہ ایسے منکرانہ جرح کو کچھ حقیقت نہیں سمجھے گا یا شک میں پڑے گا کہ شاید میں آنکھ سے نہیں دیکھتا اور کان سے نہیں سنتا اور زبان سے نہیں بولتا۔ سو اسی طرح میرا حال ہے۔ خدا کا کلام جو میرے پر نازل ہوا اور ہوتا ہے وہ میری روحانی والدہ ہے جس سے میں پیدا ہوا۔ اس نے مجھے ایک وجود بخشا ہے جو پہلے نہ تھا اور ایک روح عطا کی ہے جو پہلے نہ تھی۔ میں نے ایک بچہ کی طرح اس کی گود میں پرورش پائی اور اس نے مجھے ہر ایک ٹھوکر سے سنبھالا اور ہر ایک گرنے کی جگہ سے بچا لیا۔ وہ کلام ایک شمع کی طرح میرے آگے آگے چلا۔ یہاں تک کہ میں منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ اس سے زیادہ کوئی بدذاتی نہیں ہوگی۔ کہ میں یہ کہوں کہ وہ خدا کا کلام نہیں۔ میں اسی طرح اس کو خدا کا کلام جانتا ہوں۔ جس طرح میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ میں زبان سے بولتا ہوں اور کانوں سے سنتا ہوں اور میں کیونکر اس سے انکار کروں۔ اس نے تو مجھے خدا دکھلایا اور چشمہ شیریں کی طرح معارف کا پانی مجھے پلاتا رہا۔ اور ایک ٹھنڈی ہوا کی طرح ہر ایک حبس کے وقت میں مجھے راحت بخش ہوا"

(نزول المسیح صفحہ ۸۷-۸۸)

اسی طرح فرماتے ہیں۔

"ایک تقویٰ شعار آدمی کے لئے یہ کافی تھا کہ خدا نے مجھے مفتریوں کی طرح ہلاک نہیں کیا۔ بلکہ میرے ظاہر اور باطن اور میرے جسم اور میری روح پر وہ احسان کئے۔ جن کو میں شمار نہیں کر سکتا۔ **میں جوان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعویٰ کیا۔ اور اب میں بوڑھا ہو گیا۔** اور ابتدائے دعویٰ پر بیس برس سے بھی زیادہ عرصہ گذر گیا۔ بہت سے میرے دوست اور عزیز جو مجھ سے چھوٹے تھے۔ فوت ہو گئے اور اس نے مجھے عمر دراز بخشی۔ اور ہر ایک مشکل میں میرا متکفل اور متولی رہا۔ پس کیا ان لوگوں کے یہی نشان ہوا کرتے ہیں۔ کہ جو خدا تعالیٰ پر افترا باندھتے ہیں اب بھی اگر مولوی صاحبان مجھے مفتری سمجھتے ہیں۔ تو اس سے بڑھ کر ایک اور فیصلہ ہے اور وہ یہ کہ میں ان الہامات کو ہاتھ میں لے کر جن کو میں شائع کر چکا ہوں۔ مولوی صاحبان سے مباہلہ کروں"

(انجام آتھم صفحہ ۵۰ و ۵۱)

یہ وہ تحدی اور اپنے الہامات کے منجانب اللہ ہونے پر غیر متزلزل یقین و ایمان ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل تھا۔ کون ہے۔ جو ان تحریرات کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک لمحہ کے لئے بھی کہہ سکے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے "الہامات کے مؤثر ہونے پر اعتماد" نہ تھا۔؟

48

علماء سُوء نے مسلمانوں کو گمراہ کر رکھا ہے

"جمعیتہ العلماء" کے واحد ترجمان "الجمعیۃ" ۹ جنوری نے اپنے علماء کی جو حقیقت بیان کی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

"علماء کرام دین الٰہی کے امین، علم عمل کے ستون اور ایمان کا مرکزی نقطہ ہیں ان کی زندگی تمام امت کی زندگی اور ان کی بیداری تمام امت کی بیداری ہے۔ وہ تمام امت کے لئے نمونہ عمل اور اعمال حسنہ کا سرچشمہ ہیں۔ ان کی مصلحانہ زندگی سے قوم و ملت کی تعمیر ہوتی ہے، ان کے افکار و خیالات سے افراد امت کی قوت خیالی نشوونما پاتی ہے اور ان کے روشن اعمال سے قوم کی عملی زندگی کا گوشہ گوشہ منور رہتا ہے کیونکہ عوام جو کچھ سوچتے ہیں علماء کے دماغ سے سوچتے ہیں جو کچھ دیکھتے ہیں فضلائے امت کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور ان ہی کے کانوں سے سنتے ہیں اور ان کی فکری اور عملی زندگی علماء ہی کے سانچہ میں ڈھل کر ظہور میں آتی ہے۔ لیکن اگر علماء کا قوام بگڑ جائے، علماء حق کی جگہ علماء سوء ہی نظر آنے لگیں، ہدایت و سعادت کی جگہ ان کا وجود ضلالت و گمراہی کا سبب بن جائے اور وہ کتاب و سنت اور اسلامی روح سے بیگانہ نہ ہو کر "این رہ کہ تو میروی بترکستان است" کے مصداق بن جائیں تو امت کی تباہی یقینی ہو جاتی ہے، امت کی شیرازہ بندی اور وحدۃ خیال کی قوت مضمحل ہو جاتی

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کے قائلین کے بودے دلائل

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر رسول عربی (فداہ امی و ابی) صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق یہ دعویٰ کیا کہ آنے والا مسیح اور مہدی میں ہوں۔ تو مخالفین کی طرف سے اعتراضات کی جو بوچھاڑ کی گئی۔ اس میں سب سے بڑے دو اعتراض یہ تھے۔ کہ

(۱) آنیوالا "ابن مریم" ہے۔ اور "ابن مریم" سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ جو انیس سو برس قبل دنیا میں ایک دفعہ تشریف لائے تھے۔ اس لئے مرزا صاحب "ابن مریم" نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ یہ عَلَم ہے نہ کہ وصف۔

(۲) آنیوالا متصف بوصف نبوت ہے جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے۔ یاتي عيسیٰ نبي الله اور یہ وصف آیت خاتم النبیین کے نزول کے بعد کسی کو دیا جانا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب اس حدیث کا مصداق نہیں ہو سکتے۔

پہلے اعتراض کے جواب میں جب ہماری طرف سے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ ان احادیث کے مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس لئے نہیں ہو سکتے۔ کہ آپ مدت ہوئی۔ فوت ہو چکے ہیں۔ اور اس دنیائے فانی سے باقی انبیاء اور مقربان بارگاہِ الٰہی کی طرح کوچ کر چکے ہیں۔ تو مخالفین یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں۔ پھر کیونکر مان لیں۔ کہ ان کا حقیقی مصداق امت محمدیہ میں سے ہو سکتا ہے۔

کہل میں کلام کرنا

پہلی دلیل غیر احمدیوں کی طرف سے حیات مسیح کے متعلق یہ دی جاتی ہے۔ کہ چونکہ یکلم الناس فی المھد و کھلا کے مطابق بچپن میں کلام کرنا ان کا معجزہ تھا۔ اس لئے کہل میں کلام کرنا بھی معجزہ ہونا چاہیئے۔ اور وہ اسی صورت میں معجزہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ حضرت مسیح کی کہولت کو ہم غیر معمولی اور لمبے عرصہ تک مانیں۔ پس آپ ۳۳ برس کی عمر میں (یعنی کہل ہونے کی حالت میں) آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور دوبارہ نازل ہونے تک باوجود سینکڑوں سال گزرنے کے آپ کہل ہی رہیں گے۔ اور پھر آکر لوگوں سے کلام کریں گے۔ اس طرح یہ ایک معجزہ ہوگا۔

لیکن یہ نہایت بودی دلیل ہے۔ کیونکہ اول یہ ضروری نہیں۔ کہ قرآن مجید میں ایک معجزہ کے بعد کسی دوسرے معجزے کا ہی ذکر ہو۔ ہو سکتا ہے۔ کہ مطلق طور پر کسی واقع کی خبر دی گئی ہو۔ جیسا کہ تیسرا جملہ یعنی ومن الصالحین غیر احمدی احباب کے نزدیک بھی معجزہ نہیں۔ دوم۔ اگر یہ ضروری قرار دیا جائے۔ کہ معجزہ کے بعد دوسرا جملہ بھی معجزہ ہوتا ہے۔ تو بھی اسکی بہترین تاویل یوں کی جاسکتی ہے۔ کہ کسی کی ولادت سے قبل اس کے متعلق یوں کہنا کہ وہ نیک اور پارسا ہوگا۔ اور عالم شباب تک پہنچیگا۔ ایک معجزہ ہے۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ فلاں پیدا ہونے والا ضرور نیک ہوگا۔ اور پھر جوان بھی ہوگا۔

سوم۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر سمجھا جائے۔ جیسا کہ غیر احمدی احباب کا عقیدہ ہے۔ اور دوبارہ نزول تک ان کو کہل کی حالت میں ہی تصور کیا جائے۔ تو بے شک یہ ایک معجزہ ہے۔ کہ باوجود امتداد زمانہ کے ایک شخص پیرانہ سالی کو نہ پہنچا۔ مگر اس کا کلام کرنا پھر بھی معجزہ نہ ہوگا۔ کیونکہ کہولت میں کلام کرنا کوئی غیر معمولی بات نہیں۔

چہارم۔ ہمارے نزدیک اپنی پہلی زندگی میں حضرت مسیح علیہ السلام کا کہولت میں کلام کرنا اس طرح بھی معجزہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس سے مراد آپ کی وہ حیرت انگیز اور عظیم الشان تقاریر لی جائیں۔ جن کا مقابلہ کرنے سے آپ کے مخالفین عاجز آگئے۔ اور جن کا علیٰ رؤس الاشہاد انہوں نے اعتراف کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بھی دیکھنے میں آیا۔ کہ مذاہب عالم کے جلسہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" تمام مضامین پر غالب رہا۔ اور لوگوں نے نہایت درجہ والہانہ انداز میں سنا۔ آپ نے اس کے متعلق پہلے ہی اشتہار شائع کر دیا تھا۔ کہ میرے خدا نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ میرا مضمون غالب رہے گا۔ پس جب یہ پیشگوئی پہلی زندگی میں ہی پوری ہو گئی تھی۔ تو پھر ان کے دوبارہ آنے کی ضرورت نہ رہی۔

پنجم۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق حدیث میں آتا ہے۔ کہ "عاش عيسى ابن مريم مائة وعشرين سنة"۔ اور لفظ عاش ماضی ہے۔ کہ زمانہ گذشتہ میں آپ ۱۲۰ سال زندہ رہے۔ پس حدیث کی رو سے حضرت عیسیٰ اپنی آمد اول میں کہولت کو ختم کر چکے۔ اور جب آپ کی کہولت ختم ہو چکی۔ تو آئندہ کلام فی الکہولت کے ہم کیونکر منتظر رہ سکتے ہیں۔

ان دلائل سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے زندہ ہونے کے متعلق یکلم الناس فی المھد و کھلا کو بطور دلیل پیش کرنا کسی صورت میں بھی شائستہ اعتنا نہیں ہو سکتا۔

لفظ بل سے حیات مسیح ثابت کرنے کی ناکام کوشش

دوسری مایۂ ناز دلیل یہ پیش کی جاتی ہے۔ کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم بل رفعه الله اليه۔ یعنی حضرت مسیح علیہ السلام نہ مقتول ہوئے نہ مصلوب۔ ان کو یہود نامسعود نے نہ قتل کیا۔ اور نہ صلیب پر مارا۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے ان کو اٹھا لیا۔ چونکہ اس آیت میں لفظ "بل" اضرابیہ ابطالیہ ہے۔ جو پہلے جملہ کے ابطال اور دوسرے جملہ کے اثبات کے لئے آتا ہے اور جب حضرت مسیح نہ قتل ہوئے۔ اور نہ صلیب پر کھینچے گئے تو قطعی طور پر آسمان پر اٹھا لئے گئے۔

اس کے متعلق پہلی گذارش تو یہ ہے۔ کہ موت کے ہزاروں اسباب ہیں۔ جن میں سے قتل عمومی اور قتل خصوصی بذریعہ صلیب بھی ہیں اور ہزاروں میں سے دو اسباب کی نفی کرنے سے موت کی نفی نہیں ہو سکتی۔ کیا غیر احمدی اس بات کو ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ جو نہ مقتول ہو اور نہ مصلوب۔ وہ یقینی طور پر آسمان پر زندہ اٹھایا جاتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ اٹھانے کا کیونکر استدلال کیا جا سکتا ہے۔

دوسرے اس آیت میں "بل" کو ابطالیہ قرار دینا کئی وجوہات سے غلط ہے۔

(۱) قرآن مجید میں آتا ہے۔ وما يشعرون ايان يبعثون بل ادارك علمهم في الآخرة (نمل رکوع ۵) اس آیت کریمہ میں لفظ "بل" آیا ہے۔ مگر یہ ابطالیہ نہیں۔ بلکہ ترقی الانتقال من غرض الى أخرى کے لئے استعمال ہوا ہے۔

(۲) چونکہ نحویوں نے لکھا ہے۔ کہ قرآن مجید میں بل ابطالیہ نہیں آسکتا۔ ہاں جب خدا کفار کا قول نقل کرے۔ تو اسکی تردید کی غرض سے بل ابطالیہ آسکتا ہے۔ اور آیۃ بل رفعه الله اليه میں چونکہ "بل" کا ماقبل اور مابعد خدا کا کلام ہے۔ اس لئے یہ بل ابطالیہ نہیں ہو سکتا۔

مشہور نحوی ابن مالک کہتا ہے۔ "انها لاتقع في التنزيل الا على الوجه (اى لانتقال من غرض الى أخر) (القصر المبنى جلد ۱ صـ۵۸۲) کہ قرآن مجید میں "بل" سوائے ترقی کے اور کسی صورت میں نہیں آسکتا۔

پھر اسی کتاب کے دوسرے صفحہ پر لکھا ہے فان الذي قصده الناس في اضراب الابطال انه الواقع بعد غلط او نسيان او تبدل رأى والقرآن منزه عن ذلك یعنی نحویوں نے لکھا ہے۔ کہ بل ابطالیہ یا تو غلطی اور نسیان کے بعد آتا ہے۔ اور یا تبدیل رائے کے موقع پر۔ لیکن قرآن کریم میں یہ تینوں باتیں نہیں پائی جاسکتیں۔ اس لئے قرآن مجید میں بل ابطالیہ نہیں آسکتا۔

ما قتلوہ اور رفعہ کی ضمیر کا مرجع

دوسرا استدلال اسی آیت سے یہ کیا جاتا ہے۔ کہ قتلوہ کی ضمیر کا مرجع جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع الجسم ہیں۔ تو رفعہ میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی جسم کے ساتھ اٹھائے گئے۔

اول تو جو معنی رفع کے غیر احمدی علماء کرتے ہیں۔ وہی غلط ہیں۔ اور اگر یہ مان لیں کہ رفع سے معنی مع الجسم ہیں۔ تب بھی یہ

ضروری نہیں کہ رفعہ میں ہ کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع الجسم ہوں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربہم (بقرہ ع ۱۹) یعنی ان لوگوں کو جو خدا کی راہ میں شہید ہوتے مردہ مت کہو وہ مردہ نہیں بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔

یہاں احیاء کا مبتدا محذوف ہم ہے اور اس کا مرجع من یقتل ہے۔ مگر کوئی بھی یہ کہنے کے لئے تیار نہیں کہ شہداء اسی جسم ارضی کے ساتھ زندہ ہیں حالانکہ لفظ من میں یہی جسم مراد ہے پس کیا ضرور ہے کہ ہم رفع میں جسم کو بھی مراد لیں پھر سورۃ عبس میں ہے۔ قتل الانسان ما اکفرہ من ای شیء خلقہ ثم اماتہ فاقبرہ۔ اس آیت کریمہ میں اماتہ اور فاقبرہ کی ضمائر کا مرجع الانسان ہے جو روح اور جسم سے مرکب ہے مگر کیا غیر احمدی علماء اس بات کا کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہیں کہ قبر میں روح اور جسم ہر دو رکھے جاتے ہیں۔ موت تو نام ہے۔ اخراج الروح من الجسد کا پھر اگر روح مع الجسم مدفون ہو تو گویا زندہ دفن ہوا۔ دراصل یہاں صنعت استخدام کے طور پر اقبرہ کی ضمیر کا مرجع انسان بمعنی مجرد جسم ہوگا نہ کہ مع الروح۔

دوسرے یہ کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی انسان کے لئے لفظ رفع آیا ہے اس سے ہر جگہ درجات کی بلندی مراد ہے۔ خصوصاً جب رفع اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔

(۱) کسی شخص کا جسمانی طور پر آسمان پر جانا قرآن مجید کی رو سے ممکن ہی نہیں کیونکہ جب کفار مکہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمان پر جانے کا مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا۔ قل کنت الا بشرا رسولا۔ یعنی آسمان پر ملک رسول جا سکتا ہے بشر رسول نہیں جا سکتا اور مسیح علیہ السلام بشر رسول تھے نہ کہ ملک رسول

(۲) اگر رفع سے مراد رفع جسمانی ہو اور خدا تعالیٰ کسی معین مقام پر ہو اور وہ معین مقام جیسا کہ مسلمان سمجھتے ہیں ساتویں آسمان سے اوپر مقام عرش ہے تو رفع کا صلہ الیٰ "مقتضی ہے کہ مسیح اسی مقام پر ہو جس مقام پر کہ خدا تعالیٰ ہے حالانکہ اہل حدیث یہ کہتے ہیں۔ حضرت مسیح چوتھے آسمان پر ہیں۔ اس سے یقیناً رفع اور الیٰ والا استدلال ٹوٹ جاتا ہے

(۳) ہم لغت میں صاف طور پر لکھا پاتے ہیں کہ رفعہ الیہ ای قربہ جیسا کہ اقرب الموارد کے الفاظ رفعہ الی السلطان ای قربہ اس پر صراحتاً دلالت کرتے ہیں۔ اور اس لئے قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے ومن المقربین کہہ کر رفع کے مفہوم کو ادا کر دیا ہے۔

(۴) مسیح کا رفع اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کے ماتحت ہی ہوگا۔ اور وہ صفت رافع ہے۔ مفردات راغب جو کہ قرآن مجید کی سب سے بڑی لغت ہے اس میں لکھا ہے کہ الرافع من اسماء اللہ وھو الذی یرفع المؤمنین بالاصعاد واولیاءہ بالتقریب یعنی اللہ تعالیٰ اپنے پاک بندوں کا رفع بذریعہ اپنا مقرب بنانے کے کرتا ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع بمعنی تقرب ہے۔

(۵) احادیث میں جو دعا بین السجدتین منقول ہے۔ اس میں وارفعنی کا لفظ بھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے خلفاء اور تمام صحابہ ہر رکعت میں خدا سے یہ دعا کرتے تھے کہ ہمارا رفع فرما مگر جسمانی رفع ان میں سے کسی کا نہیں ہوا۔ ہاں اگر رفع بمعنی تقرب کے لئے جائیں تو بے شک یہ دعا علیٰ وجہ الاتم بارگاہ عزوجل میں قبول کی گئی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی دعا قبول ہونے کے لئے رفع سے مراد مقرب لینا ضروری ہے۔

(۶) قرآن مجید میں بہت سی جسمانی چیزوں کا مرفوع کیا جانا لکھا ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ وہ اشیاء جسمانی ہیں ان کا رفع روحانی مراد ہے جیسا کہ صحابہ کے گھروں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع کہ وہ نیک اور پاکیزہ سیرت صحابی ایسے گھروں میں رہتے ہیں۔ جن کے متعلق اللہ نے ارادہ کر دیا ہے کہ وہ گھر رفع کئے جائیں۔ اب باوجود اس کے کہ گھر جسمانی ہیں مگر ان کا رفع جسمانی نہیں بلکہ مراد اس سے ان کو عزت دیا جانا ہے۔

خدا کی قدرت کا اظہار

پھر غیر استدلال جو غیر احمدی علماء اس آیت کے متعلق پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے کان اللہ عزیزاً حکیما ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بے نظیر طاقت اور عظیم الشان قدرت کا ذکر کر کے بتا دیا کہ آسمان پر پہنچانا مراد ہے مگر قرآن مجید میں اور بھی کئی مواقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے عزیز و حکیم ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن قرآن ہمیں کسی طریق سے بھی اس بات کی طرف راہنمائی نہیں کرتے کہ اس جگہ آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہے۔ مثلاً رسول عربی (فداہ امی وابی) صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت کر کے تشریف لے گئے۔ تو راستہ میں حضور خدا کے حکم سے غار ثور میں ٹھہرے اور خدا نے آپ کو کفار نابکار کے ہاتھوں سے بچایا۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ توبہ میں ہے۔ اور اس کے آخر میں بھی ہے واللہ عزیز حکیم پھر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس موقع پر آسمان پر اٹھائے گئے تھے اللہ تعالیٰ کی قدرت کسی چیز کو دشمنوں سے بچانے کے لئے آسمان پر اٹھانے میں نہیں بلکہ زمین پر رکھ کر دشمنوں سے بچانے میں ہے۔ لہذا غیر احمدی علماء کے اعتقاد کی رو سے خدا تعالیٰ بزدل ٹھیرتا ہے کہ وہ زمین پر حضرت عیسیٰ کو رکھنے میں ڈرتا تھا۔ دشمن چھین نہ لے جائیں۔ اس لئے آسمان پر اٹھا لیا۔ (نعوذ باللہ)

ویعلمہ الکتاب والحکمۃ

(سورۃ آل عمران) اس آیت سے غیر احمدی علماء یہ استدلال کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ چونکہ جہاں قرآن مجید میں کتاب اور حکمت کا لفظ آتا ہے وہاں اس سے قرآن اور حدیث مراد ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرت مسیح کو قرآن اور حدیث سکھایا جانا تبھی ممکن ہے۔ جب کہ مسیح زندہ ہوں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں۔ اس کے مندرجہ ذیل جوابات ہیں۔

(۱) پوری آیت یہ ہے۔ ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل ورسولا الیٰ بنی اسرائیل اس سے صاف اور واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کتاب اور حکمت سے مراد قرآن اور حدیث نہیں کیونکہ قرآن اور حدیث کل مسلمانوں کے لئے ہے۔ اور حضرت مسیح کی بعثت مختص بہ بنی اسرائیل تھی اس لئے ان کو وہی کتاب سکھائی گئی۔ جو بنی اسرائیل کے ساتھ مختص تھی۔ اور وہ تورات و انجیل ہے۔

(۲) خدائے عزوجل کا کلام احسن ترتیب پر مشتمل ہے۔ لیکن اگر حضرت مسیح دنیا میں آئیں تو گویا وہ تورات اور انجیل سیکھنے کے بعد قرآن اور حدیث سیکھتے لیکن قرآن مجید اپنی حکیمانہ ترتیب اور اسلوب بیان میں کتاب و حکمت کو توریت اور انجیل سے قبل بیان فرماتا ہے اس سے نہایت وضاحت کے ساتھ معلوم ہو جاتا ہے کہ کتاب اور حکمۃ سے مراد قرآن اور حدیث نہیں۔

(۳) قرآن مجید جب مکمل طور پر اہل دنیا پر نازل ہو گیا تو اب دنیا کے لئے کوئی کتاب نہیں بجز اس مقدس و مطہر صحیفہ آسمانی کے۔ اور کوئی دانائی کی باتیں نہیں جو اپنے اندر کمالات کا ذخیرہ رکھتی ہو بجز رسول عربی (فداہ ابی و امی) صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کے۔ اس لئے جہاں کہیں بھی کتاب اور حکمت کا لفظ آئیگا وہاں قرآن اور حدیث مراد ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل نہ قرآن کتاب تھی اور نہ آپ کی دانائی کی پر حکمت باتیں تھیں

پنجابی احرار پر مصر میں پھٹکار

مصر کے ایک بااثر اخبار کا ایک تازہ مضمون

"احرار" مادر پدر آزاد اور مقتضیات انسانیت و شرافت سے بے نیاز کی شوریدہ سری "ہنگامہ آرائی اور سراسر تخریبی روشس اس شرمناک حد کو پہنچ چکی ہے۔ کہ ہندوستانی اخبارات کے علاوہ جرائد عربیہ بھی انہیں نذرانہ لعنت پیش کرنے لگے ہیں بہودئے اسلام اور خدمت اسلام کا مزورانہ نقاب جو احرار ٹولی نے اپنے چہروں پر ڈال رکھا تھا۔ تقدیر خداوندی اسے تارتار کر چکی ہے اور وہ لحظہ بہ لحظہ نکبت و ادبار اور حسرتناک انجام کے قریب تر ہو رہے ہیں۔

اخبار "الوادی" جو مصر کے اہم اخبارات میں سے ہے۔ اس میں احرار کے متعلق ایک مضمون چھپا ہے۔ چونکہ یہ مقالہ ممالک عربیہ کی طرف سے "احرار" کے لئے تحفہ کا حکم رکھتا ہے۔ اس لئے ذیل میں اس کا ترجمہ دیا جاتا ہے۔ تا ہمارے ہم وطن احباب اس امر کا اندازہ کر سکیں۔ کہ بیرون ہند۔ اور خاص کر بلاد عربیہ میں اہل نظر کے نزدیک احرار کی کیا وقعت ہے۔

اخبار مذکور رقمطراز ہے۔ بعض اہم مقامات اور قابل اعتماد ذرائع سے ہمیں اطلاع ملی ہے۔ کہ آج کل ہندوستان غیر معمولی ہل چل کی آماجگاہ بن رہا ہے۔ اور بہت ممکن ہے۔ کہ یہ حالات عنقریب کسی ایسی خانہ جنگی کی صورت اختیار کر لیں جو معتد بہ جانوں اور اموال کو چکی کی طرح پیس کر رکھدے۔ یہ امر مسلم ہے۔ کہ ایسے حالات خود بخود پیدا نہیں ہو سکتے بلکہ ان کی تہ میں بعض اہم اسباب کا پایا جانا ضروری ہے۔ چنانچہ موجودہ ہنگامہ آرائیوں کے اصل وجوہ و علل معلوم کرنے کیلئے ہمیں آج سے کئی سال پیچھے ہٹنا پڑیگا۔ جبکہ ہندوؤں سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان آتش فسادات زوروں پر تھی اور مقتولوں اور

مجروحوں کے خون سے زمین سرخ ہو رہی تھی۔ اسوقت حکومت ہند نے کوشش کی کہ ان تمام قوموں کے درمیان مصالحت ہو جائے ورنہ بزور اس کشت و خون کی ارزانی کا سدباب کر دیا جائے۔ لیکن ہندوؤں اور سکھوں پر یہ مداخلت بہت گراں گذری اور انہوں نے پختہ ارادہ کر لیا۔ کہ جس طرح بن پڑے تمام مسلمانوں کو سرزمین ہند سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے۔ اس لئے وہ موقعہ کی تاڑ میں رہنے لگے۔ **مگر تھوڑے ہی عرصہ میں مسلمانوں کے ایک بداخلاق اور کمینہ طبع گروہ کو اپنا آلۂ کار بنانے میں کامیاب ہو گئے** اور لگے زر و اموال سے ان کی جیبیں پُر کرنے اور اپنے دسترخوانوں کے ٹکڑوں سے ان کا پیٹ بھرنے۔ حتیٰ کہ انہوں نے اپنی ہوا و ہوس کی باگیں کھلی چھوڑ دیں۔ اور ایک آن کی آن میں تمام قیود و رسوم کو توڑ کر یوں شرم و حیا سے عاری ہو گئے جیسے تیر کمان سے نکل جائے۔ بس پھر کیا تھا۔ "دین و مذہب" ہر قسم کے آداب اور اخلاقی و اجتماعی قوانین سے آزاد ہو بیٹھے۔ اور بر سر عام اپنی اس "حریت" پر فخر کرنے لگے حتیٰ کہ انہوں نے اپنا نام بھی "احرار" رکھ لیا۔ اور گناہ و معصیت پر ایک۔ دوسرے سے تعاون کے لئے ایک جمعیت بھی بنا لی۔

یہ گروہ جو "احرار" کے لقب سے ملقب ہوا۔ اپنے یوم پیدائش سے ہی مسلمانوں کے خلاف مکر و فریب کرنے چالبازیوں اور فتنہ انگیزیوں میں مصروف رہا ہے۔ اور تمام ہندو مسلم فسادات جو بمبئی اور لاہور میں رونما ہوئے۔ نیز سکھوں کی اہل اسلام پر دست درازیاں انہی کے مکر و فریب کا نتیجہ ہے۔ بہاولپور کی بدامنی۔ حیدر آباد میں شورش انگیزی کی کوشش اور کشمیر کی خون ریزی تو ابھی کل کے واقعات ہیں۔ ان تمام مقامات میں آگ لگانے اور پھر اسے ہوا دینے کی تمام تر ذمہ واری "احرار" کے کندھوں پر عاید ہوتی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان لوگوں نے مملکت حجاز اور سلطان ابن سعود کے خلاف بھی شرمناک پروپگنڈا کیا اور بہت ممکن تھا۔ کہ ان کی شر انگیزیوں کے نتیجہ میں حکومت ہند اور مملکت حجاز کے درمیان بعض سلطنتی اور ملکی مشکلات پیدا ہو جاتیں لیکن جمیعت احرار کے بعض ارکان نے گذشتہ سال حجاز پہنچ کر شاہی دہلیز پر ماتھا رگڑ دیا اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ لی۔

صوبہ پنجاب کے ایک بڑے شہر میں ان کے امیر شریعت عطاء اللہ بخاری یا بخار اللہ عطائی۔ (جیسا کہ بعض اسے اسی نام سے موسوم کرتے ہیں) نے ایک عظیم الشان اجتماع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں سخت گستاخی کی جس کے باعث مسلمان اس کے خلاف سخت مشتعل ہو گئے۔ اور قریب تھا۔ کہ اس کا خاتمہ کر دیتے۔ مزید برآں مسلمان پہلے سے جانتے تھے کہ یہ شخص ارتکاب معاصی میں اور وہ بھی بر سر بازار ید طولیٰ رکھتا ہے۔ مگر احراری آڑے آئے اور اسے مسلمانوں سے نجات دلائی۔

اگر کوئی آج کل ہندوستان جائے تو اسے معلوم ہو گا۔ کہ مستقبل قریب میں آنے والے انتخابات لڑنے کیلئے تمام لوگ زور و شور سے تیاریاں کر رہے ہیں۔ اور ہندو سکھ تمام وہ ذرائع اختیار کر رہے ہیں جن کے نتیجہ میں "احرار" بطور ممبر اسمبلی کامیاب ہو سکیں تاکہ وہاں پہنچ کر مسلمان ممبروں کی مخالفت کریں۔ اور ان کی آواز کو کمزور کرنے کا باعث ہوں۔

اگر میں "احراری" کارگذاری کی تفصیلات دینے لگوں تو اخبار کے صفحات کافی نہ ہوں گے۔

حکومت ہند کا فرض ہے۔ کہ وہ احراری سرگرمیوں کا جائزہ لے اور اس فتنہ کا استیصال کرے۔ اور فساد کے بانیوں کی اسی وقت جڑیں کاٹ دے۔ تا ایسا نہ ہو کہ موجودہ ڈھیل کے نتیجہ میں یہ مفسدہ اس حد تک پہنچ جائے۔ جو حکومت کے گمان میں بھی نہ ہو۔ بالخصوص جب کہ ہندوستان کی تمام روشن مزاج ہستیاں باوجود اختلاف عقائد "احرار" کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہی ہیں۔ حکومت پر واجب ہے۔ کہ ان ننگ انسانیت شورش پسندوں کی سرکوبی کرے۔

عربی اخبار کا یہ مضمون کافی وضاحت کے ساتھ احراری ملت فروشی، فتنہ پردازی اور غداری کا فوٹو کھینچ رہا ہے۔ اور "احراری کارناموں" کے اعتراف کی اچھوتی سند ہے۔ خاکسار محمد سلیم بشیر بلاد عربیہ

احرار کے انتخابی ہتھکنڈے

اخبار "احسان" ۱۰ جنوری لکھتا ہے۔

امرتسر ۸ جنوری۔ ڈھاب تیلی کھناں میں مجلس احرار کا ایک عظیم الشان جلسہ شیخ حسام الدین صاحب کی حمایت میں منعقد ہوا جس میں مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے شیخ حسام الدین کے حق میں ایک زبردست تقریر کی آپ نے تقریر کے دوران میں کہا کہ مرزا محمود صرف مجلس احرار ہی کو دشمن سمجھتا ہے۔ تمام علماء اور مسلمانوں کے نزدیک مرزائی کافر ہیں۔ لیکن مرزائی اور مرزا محمود ان کو اپنا دشمن نہیں سمجھتے اگر احرار کا نمائندہ کامیاب نہ ہوا تو یہ مجلس احرار کی شکست ہو گی۔ اور مرزائیت کی فتح ہو گی۔ اگرچہ مجلس احرار کے نمائندہ کے مقابلہ میں کوئی دیوبند اور مظاہر العلوم کا عالم ہی کیوں نہ کامیاب ہو۔ کیونکہ وہ باوجود اس بات کے کہ مرزائیوں کو کافر کہتا ہے لیکن مرزا محمود اسکو اپنا دشمن نہیں سمجھتا۔ مرزا محمود اپنا دشمن صرف مجلس احرار کو سمجھتا ہے۔ اگر ڈاکٹر کچلو یہ اعلان کرے کہ مرزائی کافر ہیں۔ اور کامیاب ہو جائے تب بھی مرزائیت کی فتح ہو گی کیونکہ مجلس احرار کی شکست ہی مرزائیت کی فتح ہے لہذا کسی ایسے نمائندہ کو ووٹ دو جو احرار ...

خریداران "الفضل" سے ضروری گذارش

جن دوستوں نے میرے ذریعے اخبار الفضل اپنے نام پر جاری کرا کر چندہ جلسہ سالانہ پر ادا کرنے کا وعدہ فرمایا تھا ۔ ان میں سے بعض دوستوں نے اس وعدہ کو پورا نہیں کیا ۔ اب اس اعلان کے ذریعہ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ بہت جلد اپنا حساب صاف کر دیں اور جتنا روپیہ بابت چندہ الفضل انکے ذمہ رہتا ہے ۔ وہ مینجر صاحب الفضل کو بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما دیں تاکہ آئندہ بھی انکی طرف سے چندہ الفضل کی ادائیگی میں کچھ دیر ہو جائے تو دفتر کو کچھ تردد نہ ہو۔

اس طرح جن دوستوں کا چندہ اب ختم ہو رہا ہے ۔ یا ہو چکا ہے ۔ وہ مہربانی فرما کر چندہ پیشگی ارسال فرما دیں ۔ پس دونوں قسم کے احباب اس اعلان کو پڑھ کر ضرور اپنے فرائض کی ادائیگی کا فکر کریں ۔ اگر کسی صاحب نے چندہ کی ادائیگی میں کچھ مہلت لینی ہو ۔ تو مجھے مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دی جائے تاکہ بشرط ضرورت مینجر صاحب کی خدمت میں کچھ عرض کیا جائے ۔ ۴۴

خبردار!

ایک شخص مسمی احسان سکنہ حیات پور ضلع سرگودھا احمدیت کے نام پر گردونواح کے احمدیوں کو دھوکہ دے چکا ہے ۔ اب سنا ہے ۔ ذرا دور نکل کر احمدیوں سے قرضہ کے طور پر یا کسی اور صورت میں چیزیں مانگتا ہے ۔ وہ بڑی چکنی چپڑی باتیں کرتا ہے ۔ ملنسار اور خوش گفتار ہونیکی وجہ سے اپنا اعتبار جما لیتا ہے ۔ اس کا رنگ گندمی اور زبان جنگلی استعمال کرتا ہے ۔ نوجوان ہے ۔ احباب اس سے خبردار رہیں ۔ ایک واقفکار ۔

اشتہار زیر دفعہ ۵ ۔ رول ۔ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب بی ۔ اے ۔ پی ۔ سی ۔ ایس ۔ سب جج درجہ اول قصور

دعویٰ یا اپیل دیوانی ۶۸۴

پنڈت رام رکھا ایڈوکیٹ قصور

بنام

مسمات سردار بیگم دختر شیخ سوداگر زوجہ مرزا افضل بیگ ساکن حال قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور وغیرہ

دعوے ۔/۴۵۲۲

بنام مسمات سردار بیگم دختر شیخ سوداگر زوجہ مرزا افضل بیگ ساکن قادیان تحصیل بٹالہ مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمات سردار بیگم مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتی ہے ۔ اور روپوش ہے ۔ اسلئے اشتہار ہذا بنام مسمات سردار بیگم مذکور جاری کیا جاتا ہے ۔ کہ اگر مسمات سردار بیگم بتاریخ ۲/۲۷ ۱۹ اکو مقام قصور حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہو گی تو اسکی نسبت کاروائی یکطرفہ عمل میں آویگی ۔ آج بتاریخ ۔۔۔ کو بدستخط میرا اور مہر عدالت کے جاری ہوا ۔ دستخط حاکم

ایک قابل امداد کھیسوں کا کارخانہ

میرے پاس نہایت ہی اعلیٰ خوبصورت پائیدار مختلف رنگوں اور نمونوں کے کھیسوں کا سٹاک موجود ہے ۔

احباب کرام آرڈر دیکر اپنے بھائی کی امداد کر کے عنداللہ ماجور ہوں ۔ مال حسب منشاء اور رعایتی قیمت پر ارسال کیا جائے گا ۔

ملنے کا پتہ قاضی غلام حسن احمدی خطیب مسجد احمدیہ گھسیانہ ضلع جھنگ

شہید کی پکار

سب سے پہلی کتاب جس میں مسجد شہید گنج کے متعلق احراری کارستانیوں کا انکشاف

احراری اسلام و سیاسی کا نظارہ ۔ قیمت صرف دو آنے

بجواب

خوفناک سازش

حریت کوش احرار کی سکھ دوستی و سرکار پرستی کی جگر خراش داستان ۔ مولوی مظہر علی اظہر کی افتراء پردازی اور اس کا دندان شکن جواب

"ارشادات احرار"

مسجد کے لئے گولیاں کھانے والے حرام موت مرے ہیں ۔ مسجد شہید گنج مسجد ضرار ہے اسکو واپس لینے کی ضرورت نہیں مسجد کے طلبگار لچے شہدے اور لفنگے ہیں ۔ پہلے ہندوؤں کے مندر واپس کرو پھر مسجد کا نام لو ۔ ہندوستان آزاد ہو سکتا ہے مسجد شہید گنج واپس نہیں ہو سکتی ۔

ملنے کا پتہ :- اتحاد ملت بکڈپو امرتسر کٹڑہ کرم سنگھ

بحکم عدالت العالیہ ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر لاہور

درمعاملہ جائیداد لالہ ہرکشن لعل دیوالیہ

ہر خاص و عام کو بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے ۔ کہ ایک عدد کوٹھی ۱۷ فیروزپور روڈ لاہور جس میں قریباً ۸ ۳ کنال زمین ہے ۔ برائے فروخت موجود ہے ۔ جو احباب کوٹھی مذکورہ بالا خریدنا چاہیں ۔ وہ اپنی آفر مورخہ یکم فروری ۱۹۳۷ء تک ہمارے دفتر میں بھیجدیویں ۔ ہر ایک آفر کے ساتھ دس فیصدی آفر کا روپیہ ہمارے نام ارسال فرماویں ۔

المشتہر

خواجہ نذیر احمد سپیشل آفیشل اسلیور صوبجات پنجاب و دہلی ۔ ۱۱ ۔ اے ایبٹ روڈ لاہور ۔

معجون عنبری

یہ دوا دنیا بھر میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے ۔ ولایت تک اسکے مداح موجود ہیں ۔ دماغی کمزوری کیلئے اکسیر صفت ہے ۔ جوان بوڑھے سب کھا سکتے ہیں ۔ اس دوا کے مقابلہ میں سینکڑوں قیمتی سے قیمتی ادویات اور کشتہ جات بیکار ہیں ۔ اس سے بھوک اسقدر لگتی ہے ۔ کہ تین تین سیر دودھ اور پاؤ پاؤ بھر گھی ہضم کر سکتے ہیں ۔ اس قدر مقوی دماغ ہے ۔ کہ بچپن کی باتیں بھی خود بخود یاد آنے لگتی ہیں ۔ اس کو مثل آب حیات کے تصور فرمائیے ۔ اس کے استعمال کرنے سے پہلے اپنا وزن کیجئے ۔ بعد استعمال پھر وزن کیجئے ۔ ایک شیشی چھ سات سیر خون آپ کے جسم میں اضافہ کر دے گی ۔ اس کے استعمال سے ۱۸ گھنٹے تک کام کرنے سے مطلق تھکن نہ ہو گی ۔ یہ دوا رخساروں کو مثل گلاب کے پھول اور مثل کندن کے درخشاں بنا دیگی ۔ یہ نئی دوا نہیں ہے ۔ ہزاروں مایوس العلاج اسکے استعمال سے بامراد بنکر مثل پندرہ سالہ جوان کے بن گئے ۔ یہ نہایت مقوی بھی ہے ۔ اسکی صفت تحریر میں نہیں آ سکتی تجربہ کر کے دیکھ لیجئے ۔ اس سے بہتر مقوی دوا آج تک دنیا میں ایجاد نہیں ہوئی ۔ قیمت فی شیشی دو روپے ۔ نوٹ : فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس ۔ فہرست دواخانہ مفت منگائیے ۔ ہر مرض کی مجرب دوا منگائیے ۔ جھوٹا اشتہار دینا حرام ہے ۔ ملنے کا پتہ مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر ۵ لکھنؤ

۲۵ جنوری تک اس اعلان کے نتیجہ کو دیکھ کر دی ۔ پی بھیجے جائیں گے ۔ جنکا خرچ وصولی یا عدم وصولی کی صورت میں خریدار کے ذمہ ہو گا ۔ لہذا اطلاعاً عرض ہے ۔ محمد ممتاز صحرائی نمائندہ الفضل

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

نانکن ۹ جنوری۔ چین کے شمال مغربی علاقہ میں دوبارہ فتنہ و فساد رونما ہو گیا ہے۔ سرکاری افواج کو حکم دیا گیا ہے کہ فوراً سیانفسو کو روانہ ہو جائیں سیانفسو سے پچاس میل مشرق کی جانب چینی جرنیل چانگو لیانگ کی فوج اور سرکاری فوج کے درمیان جھڑپ ہو چکی ہے۔

جبل الطارق ۹ جنوری۔ حکومت ناروے کا ایک جہاز آبنائے میں روک لیا گیا۔ باغیوں کی ایک دخانی کشتی نے جہاز کے قریب پہنچ کر اس کے کپتان کو اس امر پر مجبور کیا۔ کہ وہ جہاز کو باغیوں کی مقبوضہ بندرگاہ میں لے چلے۔ بندرگاہ میں پہنچنے کے بعد باغی افسروں نے جہاز کے سامان اور کاغذات کا معائنہ کیا۔

لنڈن ۹ جنوری۔ کل ڈاؤننگ سٹریٹ میں مسٹر بالڈون کی زیر صدارت وزراء کا اجلاس منعقد ہوا۔ معلوم ہوا ہے کہ اس اجلاس کی غرض دراصل بین الاقوامی معاملات خصوصاً معاملات ہسپانیہ پر بحث و تمحیص کرنا تھی۔

میڈرڈ ۹ جنوری۔ کل باغیوں کے ہوائی جہازوں نے میڈرڈ پر بمباری کی برطانوی سفارت خانہ پر بھی بم گرائے جن کی وجہ سے برطانوی سفیر کا فوجی رفیق کار ایک انگریز تاجر کی بیوی اور سفارت خانہ کا ایک باورچی زخمی ہو گئے۔ شہر کے بعض اور مرکزی علاقوں میں آگ لگانے والے بم بھی پھینکے گئے۔ جن علاقوں میں بمباری کی گئی وہ غیر معاشی علاقہ سمجھا جاتا ہے۔

پیرس ۹ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت فرانس کو یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ہسپانوی مراکش میں جرمنی سپاہیوں کے لئے بارکیں تعمیر کی جا رہی ہیں۔ حکومت فرانس نے جنرل فرینکو کو ایک یادداشت ارسال کی ہے کہ معاہدہ فرانس و ہسپانیہ کی رو سے ہسپانوی مراکش میں غیر ملکی سپاہیوں کے لئے بارکیں تعمیر نہیں کی جا سکتیں۔

کیپ ٹاؤن ۹ جنوری۔ جنوبی افریقہ کی حکومت کے وزیر اعظم نے اسمبلی میں تحریک پیش کی کہ ملک معظم جارج ششم کے نام تخت نشینی پر تہنیت نامہ ارسال کیا جائے اس تحریک کے پیش ہوتے ہی تمام قوم پرست ارکان واک آؤٹ کر گئے

رباط ۹ جنوری۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ گذشتہ چند روز میں ہسپانوی مراکش کی بندرگاہوں پر دو تین ہزار کے درمیان مزید جرمنی والنٹیر وارد ہوئے ہیں

برلن ۹ جنوری۔ سرکاری حلقوں کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت جرمنی ہسپانیہ کے ضبط کردہ بحری جہازوں کے عملہ کو ساحل ہسپانیہ پر پہنچا دینا چاہتی ہے۔ ارکان عملہ کو ہسپانوی جہازوں میں سوار کر دیا جائیگا اور ضبط کردہ جہازوں کے سامان کو کام میں لایا جائے گا۔

لنڈن ۹ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہسپانیہ نے جرمن جہاز "پالوس" کے تصفیہ کو غیر جانبدار کمیٹی میں پیش کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ غیر جانبدار کمیٹی ثالث کی حیثیت سے اس امر کا فیصلہ کرے گی۔ کہ جہاز "پالوس" پر جو سامان تھا وہ سامان حرب کی اقسام میں شامل ہے یا نہیں اگر کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ ضبط شدہ سامان، سامان جنگ نہیں۔ تو حکومت اسے جرمنی کو واپس دیدے گی۔ آج سفیر ہسپانیہ نے اس امر کے متعلق دفتر خارجہ برطانیہ کو اطلاع دے دی ہے۔

لاہور ۹ جنوری۔ براندرتھ روڈ لاہور سے چوری کی ایک دلیرانہ واردات کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ چوروں کے ایک گروہ نے ایک سوداگر مشینری کی دوکان میں داخل ہو کر دونوں اور رجسٹروں کو جلا دیا۔ اور انشورنس کمپنیوں کی پالیسیوں کے کئی کاغذ بھی جلا ڈالے۔

بیت المقدس ۹ جنوری۔ برطانی کمیشن کے سامنے پیش کرنے کے لئے اعراب فلسطین نے جو بیان تیار کیا ہے۔ اس میں یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ موجودہ حکمرداری کے عہد میں اعراب فلسطین کی شکایات دور نہیں ہو سکتیں۔ حکومت برطانیہ پر زور دیا گیا ہے کہ یہود نواز پالیسی ترک کر دی جائے اور فلسطین میں قومی حکومت قائم کی جائے

روما ۸ جنوری۔ افواج حبش کا مشہور سپہ سالار راس عمرو اسیر ہو چکا ہے اس کی گرفتاری کے ساتھ ۱۰۰۰ رائفلیں اور پانچ مشین گنیں بھی اطالوی افواج کے ہاتھ آئی ہیں۔ راس عمرو کے متعلق مسولینی نے حکم دیا ہے کہ اسے روما بھیج دیا جائے۔

استنبول ۹ جنوری۔ اسکندرونہ اور انطاکیہ کے متعلق ترکوں اور فرانسیسیوں کے درمیان براہ راست گفت و شنید شروع ہو گئی ہے۔ فرانس نے تجویز پیش کی ہے کہ مجلس اقوام کا جو اجلاس ۱۸ جنوری کو منعقد ہونے والا ہے۔ اسے ملتوی کر دیا جائے۔ تاکہ باہمی گفت و شنید کے ذریعہ کسی سمجھوتہ پر پہنچنے کی کوشش کی جا سکے

لنڈن ۹ جنوری۔ حکومت فرانس و برطانیہ کی مشترکہ یادداشت کا جواب جرمنی اور اطالیہ کی طرف سے وصول ہو گیا ہے۔ دو ممالک نے ایک ہی طرز کا جواب دیا ہے۔ جرمنی کے جواب میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ ہسپانیہ کی خانہ جنگی میں جس قدر غیر ملکی اور بیرونی سپاہی شریک ہیں۔ ان سب کو خارج کر دیا جائے۔ اور ساتھ ہی سیاسی شورش انگیزوں اور پراپیگنڈا کرنے والوں کو بھی ہسپانیہ سے نکال دیا جائے

نئی دہلی ۸ جنوری۔ اندازہ لگایا جاتا ہے۔ کہ بنگال ناگپور ریلوے کے ۶۰ ہزار ملازمین میں سے قریباً ۳۰ ہزار ملازمین نے ہڑتال کر رکھی ہے۔ ابھی تک ہڑتال ختم ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی

پیکنگ ۸ جنوری۔ خوچو کے سابق برطانوی قونصل کی سترہ سالہ لڑکی کی نعش تارتار شہر میں پائی گئی۔ شبہ کیا جاتا ہے کہ اسے کسی نے قتل کیا ہے۔

ویٹیکن شہر ۹ جنوری۔ پوپ کی حالت میں اصلاح ہو رہی ہے۔ اس نے دن کا اکثر حصہ آرام سے اور بغیر شدید درد کے گزارا۔

برلن ۹ جنوری۔ ہر ہٹلر نے ۳۰ جنوری کو ریشتاغ کا اجلاس طلب کیا ہے۔ سیاسی حلقوں کا بیان ہے کہ اس اجلاس میں بین الاقوامی معاملات پر غور کیا جائیگا اور ہٹلر گذشتہ چار سال کے کارناموں کے متعلق بیان دے گا۔

لاہور ۹ جنوری۔ بین الاقوامی ناز ک صورت حالات کا ہندوستانی مارکیٹ پر غیر معمولی اثر پڑا ہے۔ چنانچہ اشیاء خوردنی کے نرخوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن امید کی جاتی ہے کہ اشیاء خوردنی کے نرخوں میں اضافہ عارضی ہو گا۔ اور چند دنوں کے اندر نرخ اپنی اصلی حالت پر آ جائیں گے۔

ماسکو ۹ جنوری۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ سوویٹ روس نے سال ۱۹۳۷ء کے بجٹ کے لئے فوجی اخراجات کا تخمینہ ۲۳۰۰۰ روبلز مقرر کیا ہے۔ یہ تخمینہ گذشتہ سال کے اخراجات سے ۸۰ فیصدی زیادہ ہے۔ اور یہ روپیہ زیادہ تر فوج اور قلعے تعمیر کرنے پر خرچ کیا جائے گا۔

قصور ۸ جنوری۔ قصور میں ایک مجمع میں تقریر کرتے ہوئے مسز سروجنی نیڈو نے کہا۔ کہ نیا آئین جو ہندوستان کو دیا گیا ہے۔ غلامی کی سند ہے۔ اور ہماری موت کا سامان ہے۔

راولپنڈی ۸ جنوری۔ مقامی سکھوں اور مسلمانوں میں سمجھوتہ کرانے کی کوشش جاری ہیں۔ لیکن سکھ اس بات پر مصر ہیں کہ وہ شاہی مسجد کے علاوہ باقی تمام مساجد کے سامنے باجہ بجائیں گے۔

الہ آباد ۹ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر جسٹس نیاز کو الہ آباد ہائیکورٹ کا چیف جسٹس مقرر کیا جائے گا۔ اور اس امر کا اعلان عنقریب کر دیا جائیگا

واشنگٹن ۹ جنوری۔ مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۳۶ء کا بجٹ کانگرس کے پاس بھیجتے ہوئے مسٹر روزولٹ صدر جمہوریہ امریکہ نے کہا۔ کہ ۱۹۳۹ء میں ہمارا بجٹ متوازن ہو جائیگا۔

لنڈن ۹ جنوری۔ گذشتہ ہفتے انفلوائنزا سے ۲۵۳ اموات ہوئیں اس

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی